در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث الیدی علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹ پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۸۶ جلد نمبر ۷

۱۶ رمئی ۱۹۹۶ء ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	نعت شریف	پروفیسر منظور علی شیخ	۳
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۴
۴	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ	مدیر اعلیٰ	۷
۵	تجلیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۰
۶	بحضور سلطانِ کربلا (رضی اللہ عنہ)	علامہ سید نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی	۱۲
۷	قرآن میں نباتات و فواکہ	الحاج صوفی مشتاق احمد ایم اے	۱۴
۸	ڈاکٹر سید عاشق علی شاہ کا اعزاز	ادارہ	۲۰
۹	پولیو	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۲۲
۱۰	جوامع الکلم	پروفیسر فیاض احمد خان کاوشؔ	۲۶

شذرہ

خطبہ حضرت امام عالی مقام بمقام بیضاء (کربلا)

مدیرِ اعلیٰ

سید الشہداء، امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا جاتے ہوئے بیضاء کے مقام پر ایک عظیم الشان بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے اس کے مطالعے سے یزید کی دینی و مذہبی ذہنیت اور امام عالی مقام کی جانب سے حق و صداقت کی صدا بلند کرنے کا راز آشکار ہو جاتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا!

لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ظالم، محرماتِ الٰہی کو حلال کرنے والے، خدا کا عہد توڑنے والے، سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخالف اور خدا کے نیک بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اس کو قولاً اور عملاً غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کر دے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلا دیا ہے، حدودِ الٰہی کو توڑ دیا ہے، مالِ غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دیا ہے اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔

نعت شریف

پروفیسر منظور علی شیخ

خالق کے شاہکار ہیں خلقت کے تاجدار
اس فخرِ انبیاء کے ہیں الطاف بے شمار

جلوہ فگن وہ مظہرِ نورِ خدا ہُوا
صبحِ ازل سے جس کا تھا عالم کو انتظار

ہر سمت جلوہ بار ہے رحمت حضور کی
ہو وادیٔ عجم کہ عرب کا ہو ریگزار

رفعت نگوں ہے آپ کے قدموں کے سامنے
عظمت ہے گردِ راہ کے ذرّات پر نثار

حکمت فریفتہ ہے کلامِ حضورؐ پر!
عفت رسولِ پاک پہ کرتی ہے انحصار

لطف و عطا، رحم و سخا، حلم و عفو و خیر
صدق و صفا و حسن و حیا، جرأت و وقار

احسان و صبر و سعی و یقیں، سادگی و عدل
ایسے گلوں سے مہکا ہے سیرت کا شاخسار

جس راہ سے ہُوا تھا کبھی آپ کا گزر
وہ راہ چومنے کو یہ آنکھیں ہیں بے قرار

منظورِ بے نوا کا ہیں مقصود آپ ہی!
اس کو بھی کیجئے نقشِ کفِ پائے یکبار

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا
بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا
مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ
قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ
النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ
إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ
﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ
وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ
جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع

ترجمہ:- انہوں نے استدعا کی کہ (اے موسیٰ علیہ السلام) اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دُعا کیجئے وہ واضح فرمادے ہمارے لئے کہ وہ (گائے) کیسی ہے فرمایا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے یقیناً وہ ایک ایسی گائے ہے جو نہ تو زیادہ عُمر رسیدہ ہے اور نہ ہی کم عُمر بلکہ ان دونوں کے درمیان پختہ عمر والی ہے پس کرو وہ جو تم حکم دیئے گئے ہو۔ اُنہوں نے استدعاء کی کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دُعا کیجئے، ہمارے لئے واضح فرمادے کہ اُس کا رنگ کیسا ہے (تو آپ نے) فرمایا بلاشبہ وہ فرماتا ہے کہ بلاریب وہ ایک (ایسی) گائے ہے جس کا رنگ گہرا زرد ہے (جو) دیکھنے والوں کو بھلا لگتا ہے۔ انہوں نے استدعاء کی کہ اپنے

پروردگار سے ہمارے لئے دُعا کیجیے کہ ہمارے لئے واضح فرمادے کہ وہ کیسی ہے بے شک گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور یقیناً ہم ان شاء اللہ ضرور منزل مقصود پالیں گے۔ فرمایا (آپ علیہ السلام نے) بے شک وہ ایک (ایسی) گائے ہے جو نہ تو جتی ہوئی ہے کہ پھاڑے زمین کو اور نہ کھیتوں کی آب پاشی کرنے والی ہے۔ بے عیب ہے کوئی داغ اس پر نہیں۔ انہوں نے عرض کیا اب آپ حق کو لے آئے پس انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے والے نظر نہ آتے تھے۔

لُغت :- فَارِضٌ : اسم فاعل کا صیغہ ہے، فارض سے مراد وہ بیل یا گائے ہے جس نے اپنی جوانی کی عمر کاٹ دی ہو اور عمر رسیدہ ہوگئی ہو یعنی بوڑھی، بِکْرٌ : کنواری، کم عمر، بچھیا۔ ایسی چھوٹی جو بچہ دینے کے قابل نہ ہو یعنی نابالغ۔ عَوَانٌ : اوسط عمر، پختہ، صاحبِ تفسیر مظہری نے اس کے معنی بیان کرتے ہوئے اخفش کا یہ قول نقل فرمایا کہ "العوان التی نتجت مرارا یقال عونت المرءۃ اذا زادت علی لثلثین"[1]

(عوان اس مادہ کو کہتے ہیں جو کئی دفعہ بچے دے چکی ہو چنانچہ عونت المرأۃ یعنی عورت ادھیڑ ہوگئی یہ عرب اس وقت بولتے ہیں جبکہ عورت کی عمر تیس سال سے بڑھ جائے۔) لَوْنٌ : رنگ، صفراءُ : زرد، سنہری۔ فَاقِعٌ : گہرا زرد، گوڑھا زرد۔ ذَلُولٌ : جس سے خدمت لی گئی ہو یعنی محنت و مشقت والی، نیز صاحب لغات القرآن نے یہ معنی بھی لکھے ہیں : رام، نرم، مطیع، ہموار، پست[2]

---

[1] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، اشاعۃ العلوم حیدر آباد دکن ج ۱ ص۸۲

[2] مولانا عبدالرشید، لغات القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی ج ۳ ص۳۹

تُثِيْرُ: وہ جوتتی ہے، اُبھارتی ہے، پھاڑتی ہے۔ تَسْقِيْ: پانی پلاتی ہے، سیراب کرتی ہے واحد مؤنث غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ حَرْثٌ: کھیتی مُسَلَّمَةٌ: صحیح سالم، بے عیب، تندرست۔ شِيَةٌ: داغ، دھبہ، جانور جس رنگ کا ہو اُس کے علاوہ دوسرے رنگ کا دھبہ۔

تفسیر:- اِن آیاتِ کریمہ میں بنی اسرائیل کی طرف سے گائے کے ذبح کرنے کے سلسلے میں ٹال مٹول، حجت بازی، حیلے بہانے اور معاملے کو طول دینے کے لئے سوالات کی بوچھاڑ اور نبئ وقت کی طرف سے ان کے تسلی بخش جوابات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے پہلا سوال گائے کی عمر کے متعلق کیا جس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبئ وقت نے دیا کہ وہ ایک ایسی گائے ہے جو نہ تو عمر رسیدہ ہے نہ کمسن بلکہ ان کے درمیان پختہ عمر والی ہے۔ اور اسی کے ساتھ ہی اُنہیں یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل کرو لیکن انہوں نے پھر یہ سوال کر دیا کہ اُس گائے کا رنگ کیسا ہو؟ تو نبئ وقت نے جواب مرحمت فرمایا کہ وہ انتہائی گوڑھے زرد رنگ کی گائے ہے جو دیکھنے والوں کو بہت بھلی لگتی ہے اس پر بھی اُن کی تسلی نہ ہوئی اور مزید پوچھنے لگے کہ کیا اس گائے سے خدمت وغیرہ بھی لی جاتی ہے تو نبئ وقت نے انھیں بتایا کہ نہیں وہ زمین کو پھاڑنے کے لئے نہ تو ہل چلاتی ہے اور نہ ہی کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے رہٹ کھینچتی ہے اور وہ بالکل صحیح سلامت و تندرست ہے بلکہ اُس پر کسی دوسرے رنگ کا دھبہ وغیرہ بھی نہیں اور نہ ہی مندمل شدہ زخم وغیرہ کا کوئی نشان اُس پر ہے یعنی بے عیب ہے۔ آخر کار لاجواب ہو کر انہوں نے گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ اُن کی نیتوں میں اتنا فتور تھا کہ وہ اِس حکمِ ربانی پر عمل درآمد کرنے کے لئے

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

حدیث نمبر ۹ / ۸۶

انبانا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قال سمعت سعید بن وھب قَالَ قَامَ خَمْسَۃٌ اَوْ سِتَّۃٌ مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَشَھِدُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

ترجمہ

سعید بن وہب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پانچ یا چھ صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی یہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے"۔

تشریح:- اسنادہٗ صحیح۔ (ابواسحاق الحوینی۔ تہذیب خصائص الامام نسائی)

حدیث نمبر ۱۰ / ۸۷

انبانا علی بن محمد بن علی قاضی المصیصۃ قال حدثنا خلف قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحٰق قال حدثنی سعید بن وھب اَنَّہٗ قَامَ مِمَّا یَلِیْہِ سِتَّۃٌ وَقَالَ زَیْدُ بْنُ یُثَیْعٍ وَقَامَ مِمَّا یَلِیْنِیْ سِتَّۃٌ فَشَھِدُوْا اَنَّھُمْ سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

ترجمہ

"سعید بن وہب سے روایت ہے کہ میرے قریب سے چھ افراد کھڑے ہوئے اور زید بن یثیع نے فرمایا کہ میرے

قریب سے چھ افراد کھڑے ہوئے تو انہوں نے گواہی دی یہ کہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ھیں کہ "جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے۔"

تشریح ارشاد ہے "سعید بن وہب سے روایت ہے کہ میرے قریب سے چھ افراد کھڑے ہوئے" یعنی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حدیث صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پوچھا تو میرے ساتھ والے چھ اصحاب کھڑے ہوئے۔ ارشاد ہے "زید بن یثیع نے فرمایا کہ میرے قریب سے چھ افراد کھڑے ہوئے" یعنی اس اجتماع میں سے بارہ اصحاب کھڑے ہوئے۔ صحیح رجال اسنادہ ثقات۔

(احمد میرین البلوشی خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب ص ۱۰۲)

حدیث ۱۱ انبأنا ابو داؤد قال حدثنا عمران ابن ابان قال حدثنا شریک قال حدثنا ابو اسحاق عن زید بن یثیع قال سمعت علی ابن ابی طالب یقول علی منبر الکوفۃ انی مُنْشِدُ اللّٰہِ رَجُلًا لَا اُنْشِدُ اِلَّا اَصْحٰبَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہَلْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ یَقُوْلُ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ اَللّٰہُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَقَامَ سِتَّۃٌ مِنْ جَانِبِ الْمِنْبَرِ الْاٰخَرِ فَشَہِدُوْا اَنَّہُمْ سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ قَالَ شَرِیْکٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ اِسْحَاقَ ہَلْ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ یُحَدِّثُ بِھٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ زید بن یثیع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے سُنا وہ فرماتے تھے جبکہ کوفہ میں منبر پر تشریف فرما تھے۔ یقیناً میں اُس شخص کو قسم دیتا ہوں اللہ کی، نہیں دیتا ہوں قسم مگر اصحابِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ کیا اس نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غدیر خم کے دن سُنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے، جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے۔ اے میرے اللہ! جو اس کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ، اور جو اس سے عداوت کرے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ پس چھ افراد منبر کی ایک طرف سے اور چھ افراد منبر کی دوسری طرف سے اٹھے، پس سب نے (جو کھڑے ہوئے) اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے یہ حدیث (شریف) جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنی ہے۔ شریک نے کہا کہ میں نے ابی اسحاق سے پوچھا کیا تُو نے براء بن عازب سے خود سنا ہے کہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ حدیث شریف بیان فرماتے تھے۔ اس نے فرمایا ہاں!

تشریح ارشاد ہے "کیا اس نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غدیر خم کے دن سُنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے" یعنی اے پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ! کیا تم میں سے کسی نے غدیر خم کے دن حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ سچ سچ خداوندِ بزرگ و برتر کو گواہ کر کے بتلاؤ۔ ارشاد ہے "چھ افراد منبر کی ایک طرف سے اور چھ افراد منبر کی دوسری طرف سے"۔ یعنی منبر مبارک کے ہر جانب سے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اٹھے جنہوں نے

گذشتہ سے پیوستہ

تجلّیاتِ غوثیہؒ

مدیرِ اعلیٰ

اور لطائف ستّہ کے بعد اس سلوک کو سالک اپنی نسبتوں اور مراقبات کے ساتھ انتہا تک پہنچائے لیکن یاد رہے کہ ہر لطیفہ کے ذکر کے لئے مُرشدِ کامل کا علیحدہ علیحدہ ارشادؒ درکار ہے اور سالک کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ سلوک کا طریقہ مُرشدِ کامل کی خدمت میں رہ کر حاصل کرے اور مجاہدات کرے تاکہ مراتبِ عُلیا کو پالے۔

اور طریقہ قادریہ میں ذکرِ سُلطان یہ ہے کہ سالک اپنے تمام وجود کا ذکر اور تمام کائنات کی اشیاء کا ذکر اپنے کانوں سے سُنے اور ذکرِ اِسمین یعنی دو اسماء کا ذکر یہ ہے کہ ھُوَالظَّاھِرُ۔ ھُوَالبَاطِنُ کو حبسِ دم کے ساتھ اور بغیر حبس دم کے کرے اور اس ذکر کے معنی کو بھی اپنے دل میں رکھے کہ ظاہر بھی حق ہے اور باطن بھی حق ہے یعنی وہی ذاتِ حق ظاہر بھی ہے اور وہی ذاتِ حق باطن بھی ہے اور جب آنکھ کھولے تو جمالِ حقیقی کا مشاھدہ کرے اور جب آنکھ بند کرے تو جلالِ وحدت میں محو ہو جائے۔ منیز اَللّٰہُ حَیٌّ۔ اَللّٰہُ قَیُّوْمٌ۔ اَللّٰہُ رَحِیْمٌ اور اَللّٰہُ کَرِیْمٌ کا ذکر حبسِ نفس کے ساتھ کرے اس لئے کہ اس ذکر کے کرنے سے شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔

اور طریقہ قادریہ وطریقہ چشتیہ میں ذکرِ سہ پایہ اور ہشت رُکنی ایک عُمدہ ذکر ہے اور اس ذکر کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰہُ السَّمِیْعُ اَللّٰہُ البَصِیْرُ اَللّٰہُ العَلِیْمُ اَللّٰہُ البَصِیْرُ کا ذکر حبسِ دم کے ساتھ ضرب کرے

اس طرح کہ اسمِ اللّٰہ کی ضرب دِل پر لگائے اور لفظ سَمِیۡعُ میں سر اوپر لے جائے ۔ اسی طرح اللّٰہ کی ضرب دِل پر لگائے اور لفظ عَلِیۡمُ کو کہتے ہُوئے سر اوپر لے جائے اور پھر اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور بَصِیۡرُ پر سر اوپر لے جائے اور ان کے معانی یُوں ملاحظہ کرے کہ تمام سَمۡعَ (سُننے میں) سَمۡعَ حَقۡ جلوہ آراء ہے اور تمام عَلِیۡمُ یعنی جاننے کی طاقتوں میں عِلمِ حق جلوہ فرما ہے ۔ اور تمام بَصِیۡرُ یعنی دیکھنے کی قوتوں میں بصیرِ حقّ کی جلوہ فرمائی ہے اور اپنے مرشد کی صورت کو ملاحظہ کرنا چاہیئے جیسا کہ کہا گیا ہے

؎ برزخ وذات وصفات ومدّ وشد وتحت فوق

میدھد مر طالبان را ہر نفس صد ذوق وشوق (جاری ہے)

حواشی

لہ ارشاد :- مُرشد کا بتایا ہُوا راستہ

لہ مجاھدات :- یہ مجاہدہ کی جمع ہے ، نفس کو اس کی صفات سے مجرد کرنے اور اوصافِ ذمیمہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیل کرنے کی عملی کوشش ، مقابلۂ نفس ، مخالفتِ ہَوا ۔

بحضور سلطانِ کربلا

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

• سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گیلانی مدظلہ العالی

پانی کی جو اک بوند کو ترسا لبِ دریا
وہ غیر نہ تھا سبطِ نبی تھا لبِ دریا

رنگین رہا دشت شہیدوں کے لہو سے
بہتا ہی رہا خون کا دریا لبِ دریا

ہے ماتمِ شبیر کی اک زندہ شہادت
موجوں کا یہ سر پیٹتے اٹھنا لبِ دریا

موجوں میں تلاطم تو ہبولوں میں قیامت
پیاسوں کا ہے شیون سرِ صحرا لبِ دریا

بس سوچ نے پہروں دلِ مضطر کو رلایا
وہ بندشِ آب اور وہ پہرا لبِ دریا

شکوہ نہ شہیدوں کو رہے تشنہ لبی کا
یوں موت کے گھاٹ اُن کو اتارا لبِ دریا

امواجِ ستم کھیل رہی تھیں سرِ بالیں
عباس پڑے تھے گہر آسا لبِ دریا

یوں خون رواں تھا علی اصغر کے گلے سے
جیسے ہو لہو کا کوئی دھارا لبِ دریا

اے اہلِ جفا! پیاس سے پیاسوں کی نہ کھیلو
پہنچیں نہ کہیں سیدہ زہرا لبِ دریا

شاہِ شہدا کیسے اُدھر پاؤں اُٹھاتے
چل کر کہیں آیا کوئی دریا لبِ دریا

تھا مرتبۂ عترتِ زہرا کے منافی
دو بوند کے چکر میں اُلجھنا لبِ دریا

گر زحمتِ یک گام وہ کر لیتے گوارا
خود بڑھ کے قدم چوم نہ لیتا لبِ دریا

جھکنا سرِ شبیر کی فطرت ہی نہیں تھا
جھک جاتے تو کچھ دور نہیں تھا لبِ دریا

عباس میں حیدر کا لہو دوڑ رہا تھا
دشمن سے لڑے وہ تنِ تنہا لبِ دریا

جب ابنِ علی جھوم کے پہنچے سرِ مقتل
اِک شور اُٹھا صلِّ علیٰ کا لبِ دریا

پیوستہ قدم چومنے اٹھتیں رہیں لہریں — دیکھا جو محمدؐ کا سراپا لبِ دریا

ہر منظرِ فطرت کو وہاں پاسِ ادب تھا — موجیں بھی نہ تھیں ناصیہ فرسا لبِ دریا

حُرّیتِ اظہار کا تابندہ نشاں ہے — عباس ترا نقشِ کفِ پا لبِ دریا

اے قاسمِ گُل رُو اِ شبِ عاشور کے دولہا — گاتی رہیں لہریں ترا سہرا لبِ دریا

موجوں کے مدوجزر نے لیں اُس کی بلائیں — چہرا تھا کہ اِک چاند کا ٹکڑا لبِ دریا

سب کہتے نصیرؔ اپنے مقدر کا دھنی ہے
شبیرؔ کے قدموں میں جو ہوتا لبِ دریا

بقیہ:۔ تفسیر شریف

تیار نہ تھے لیکن پیغمبرِ وقت علیہ السلام کی طرف سے اطمینان بخش جوابات ملنے کے بعد وہ مجبور ہو گئے تب کہیں جا کر انہوں نے اُس پر عمل کیا۔

ان آیاتِ کریمہ سے حضور سرورِ کونینؐ، نبی آخر الزمان، رحمۃ اللعالمین، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دورِ مبارک کے بنی اسرائیل کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ وہ قرآن مجید، فرقانِ حمید اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے لئے حجت بازی، حیلہ جوئی اور نامعقول سوالات کی یہ قدیم روش اختیار نہ کریں کیونکہ اس سے انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ سیدھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئیں اور کسی بھی قسم کے حیلے بہانے پیدا نہ کریں۔

(جاری ہے)

قرآن میں نباتات و فواکہہ

★ الحاج صوفی مشتاق احمد ایم۔ اے

قرآن پاک میں عام نباتات اور میوہ جات کا ذکر جگہ بجگہ آیا ہے جن میں اکثر کا بیان اس سے پہلی قسط میں ہوچکا ہے آج ہم ایک ایسی نعمتِ ربی کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ عام نہیں ہے اور نہ ہی قرآن پاک میں اُس تواتر سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ عام میوہ جات کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ ایک خصوصی میوہ ہے یا ایک نعمتِ ربی ہے جس کا تعلق زیادہ تر ایک خاص علاقے سے ہے۔ اس ضمن میں مطالعہ کریں قرآن پاک میں سورۂ بقرہ رکوع ۶ - ارشاد ربّ العالمین ہے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ۔ اسی سلسلے میں سورۃ الاعراف پ ۹ رکوع ۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔

(نوٹ) اس سے پہلے کہ اِن آیاتِ کریمہ کی تشریح کی جائے۔ ان کے نزول کے تاریخی پس منظر پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ آج سے تقریباً ۳ ہزار برس پہلے (یعنی ۱۴۵۱ تا ۱۴۹۰ قبل مسیح کے دوران میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لاکھوں افراد کو لے کر مصر سے نکل کھڑے ہوئے تاکہ ان کو فرعون کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھا جاسکے۔ وہ انہیں صحرائے سینا کے علاقے میں لے آئے تاکہ وہاں سے کنعان پہنچایا جائے۔ صحرائے سینا ایک بے آب و گیاہ علاقہ تھا۔ وہاں سبزہ تھا نہ غلہ اور نہ ہی سایہ دار درخت، دھوپ کی تمازت

سے ان کے اوسان خطا ہو جاتے، بھوک و پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ نحیف و نزار ہو جاتے۔ آخر اُن کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجاء کی۔ اے خُدا کے پیغمبر! دھوپ کی یہ شدید تپش اور بھوک و پیاس کی ہلاکت آفرینی ہماری برداشت سے باہر ہے۔ خدائے رحیم و کریم کے حضور دُعا کیجئے کہ وہ ذاتِ گرامی ہماری ان تکالیف کو دُور کرنے ورنہ ہم تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس صحرا میں مر جائیں گے۔ اللہ کے پیارے رسول حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ان کی حالتِ زار پہ رحم آیا۔ انہوں نے خداوندِ بزرگ و برتر کے حضور التجا کی کہ اے مسبّب الاسباب تو اپنی رحمت کاملہ کا صدقہ انہیں دھوپ کی ناقابلِ برداشت تمازت سے نجات عطاء فرما۔ اے اللہ! یہ بھوک اور پیاس کی شدّت سے نڈھال ہو چکے ہیں۔ اے خیر الرازقین! تو اپنی وسیع رحمت کے طفیل ان کی پیاس اور طعام کا بندوبست فرما۔ چنانچہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی کی دُعا قبول فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک پتھر تھا۔ حکم ہُوا جب پانی کی طلب ہو اپنا عصاء پتھر پہ مار دیا کرو۔ معاً بعد پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارہ قبیلے تھے۔ ہر قبیلے کے لوگ اپنے مقرر کردہ چشمے سے پانی پی کر تشنگی بجھاتے۔ ابر سفید کو حکم دیا کہ وہ ان کو مکمل سایہ مہیا کرے۔ اور شب و روز ان کے ساتھ رہے۔ رات کے وقت ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی میں وہ کام کرتے۔ اللہ کی قدرت سے ان کے کپڑے نہ تو میلے ہوتے اور نہ ہی پرانے ہو کر بوسیدہ ہو جاتے۔ ناخن اور بال حدِ اعتدال میں رہتے

بنی اسرائیل کے سفر کے دوران جو بچہ پیدا ہوتا اس کا لباس بھی اس کے ساتھ ہی پیدا ہوتا۔ وہ جوں جوں قد بُت میں بڑھتا جاتا۔ اس کا لباس بھی اسی مناسبت سے بڑھتا جاتا۔ اگر غور کیا جائے تو بنی اسرائیل پر رب مہربان کی یہ خصوصی کرم نوازی تھی۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ یہاں تک تو ہے ظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ کے مطالب اور مضمرات کی توضیح۔ اب ملاحظہ فرمایئے وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی کے مطالب و معانی۔

مَنّ ایک منفرد قسم کا قدرتی عطیہ ہے۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر بنی اسرائیل کے سفر کے ضمن میں آیا ہے چونکہ یہ عام قسم کا میوہ نہیں ہے کہ جس کی ماہیّت کو ہر خطّہ ارض کے لوگ آسانی سے جان سکیں، لہٰذا اس کی نوعیت کی وضاحت قدرے تفصیل سے کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور کہاں کہاں پائی جاتی ہے؟

مَنّ کے لغوی معنی احسان اور انعام کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی معنوں میں وہ ایک قسم کا شبنمی گوند ہے جسے اللہ تعالیٰ صحرائے سینا میں بھٹکنے والے اسرائیلیوں کے لئے غذا کے طور پر نازل فرمایا کرتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق یہ گوند درختوں کے پتوں پر جمع ہو جاتا تھا اور بنی اسرائیل روز اسے اکٹھا کر کے کھا لیتے تھے۔

مَنّ غذائیت سے بھرپور ایک قدرتی عطیہ تھا جس میں پانچ قسم کی انتہائی اہم شکر یعنی (۱) فرکٹوز (۲) گلوکوز (۳) میلی زی ٹوز (۴) ڈلسی ٹال اور (۵) مینی ٹال پائی جاتی ہیں۔ ذائقے کے لحاظ سے یہ بہت شیریں اور لذیذ

چیز ہے ـــــ مختلف شارحین اور مفسرینِ قرآن نے مَنّ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے۔

سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔
مَنّ ترنجبین (جو ایک خاص قسم کی شکر ہوتی ہے۔) کی طرح ایک شیریں چیز تھی جو صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک آسمان سے نازل ہوتی جسے بنی اسرائیل کے لوگ بقدرِ ضرورت جمع کر کے دن بھر کھاتے رہتے۔ شام کے وقت سلوٰی نامی ایک چھوٹا سا پرندہ (جو بٹیر سے مشابہ تھا) ہوا کے ساتھ اڑ کر ان کے پڑاؤ کے اِرد گرد بکثرت جمع ہو جاتے بنی اسرائیل انہیں پکڑ کر بھون کر کھا جاتے اس طرح وہ اپنی شکم کی ضروریات کو پورا کرتے۔

مولوی حافظ نذیر احمد صاحب من وسلوٰی کی وضاحت یُوں کرتے ہیں۔
چالیس برس تک بنی اسرائیل (سینا کے) جنگل میں بھٹکتے پھرے۔ بے پناہ مصیبتیں جھیلیں۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے طفیل دھوپ سے بچاؤ کے لئے رب العزت نے بادل کا سایہ مہیّا کیا۔ کھانے کے لئے من و سلوٰی کا انتظام کیا۔ رات کے وقت جنگلی درختوں کے پتوں پر ترنجبین کی طرح کوئی میٹھی چیز گوند کی مانند جم جاتی۔ اس کو کھرچ لاتے اور فرنی کے طور پر استعمال کرتے اور سلوٰی (بٹیر کی قسم کا ایک جانور) رات کے وقت بنی اسرائیل کے پڑاؤ کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ یہ اُن کو بھون کر کھا جاتے۔

موضح القرآن میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل فرعون سے نجات پا کر سینا کے جنگل میں داخل ہوئے تو ان کے کھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے من فراہم کیا جو دھنیا کی طرح کی ایک خوش ذائقہ میٹھی چیز تھی۔ اور ساتھ ہی سلوٰی نازل

کیا جو بٹیر کی طرح کا ایک چھوٹا جانور تھا جسے وہ لوگ پکڑ لیتے اور کباب بنا کر کھا جاتے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے خیال میں مَنّ ایک خاص درخت کا شیرہ ہے جو گوند کی طرح جم جایا کرتا تھا۔ یہ خوش ذائقہ اور مقوی غذا ہے۔

علامہ ثناء اللہ عثمانی، تفسیر حقانی، بیان القرآن، تفہیم القرآن اور تفسیر عثمانی کے مطابق مَنّ ایک شیریں گوند نما شے ہے۔

شہرہ آفاق مؤرخ البیرونی کی تحقیق کے مطابق "حاج" نامی پودے سے حاصل کردہ گوند بنام ترنجبین کو مَنّ کا مترادف کہا جاسکتا ہے۔ محققین نباتات کے مطابق "طرفا" نامی ایک دوسرا پودا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صحرائے سینا میں بڑی تعداد میں ملتا تھا۔ جس سے مَنّ دستیاب ہوتا تھا۔

بائبل میں بھی مَنّ کا ذکر کئی جگہ پر آیا ہے۔ بائبل میں مذکور نباتات کے محقق مولڈنکے کی تحقیق کے مطابق کتاب بروج میں جس من کا ذکر ہے وہ یقیناً میٹھی چیز تھی۔ لیکن کتاب خروج اور کتاب گنتی کے ابواب میں جس مَنّ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک خاص قسم کی کائی تھی جسے ہوا اڑا کر لاتی تھی۔ بنی اسرائیل اس کائی کو اکٹھا کر لیتے۔ اس کو پیس کر روٹیاں بنا کر کھا لیتے۔

مَنّ کی وضاحت اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کی روشنی میں کی جائے تو من کا ایک سے زیادہ قسم کی چیز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مَنّ کو "الکماۃ" فرمایا ہے جسے اردو میں کھمبی اور انگریزی میں مَشرُوم کہتے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو وادی سینا میں صحرانوردی کے دوران جو غذا برس ہا برس تک خیر الرازقین کی طرف سے فراہم کی جاتی رہی اس

میں شیرین گوند (مَنْ) کمبھی۔ لائی گن نامی کائی (بطور کاربو ہائیڈریٹ یعنی نشاستہ) اور اس کے ساتھ ہی بٹیرے (بطور حیاتین اور چربی) کے شامل ہوتی تھیں۔ مذکورہ اشیاء سائنسی اعتبار سے مکمل غذا شمار کی جاتی ہیں۔ اور طویل عرصہ تک انسانی صحت کی ضامن ہوتی ہیں۔

(نوٹ) اس مضمون کی تیاری کے سلسلے میں مختلف تفاسیر اور تراجم کے علاوہ ڈاکٹر اقتدار فاروقی کی کتاب "نباتاتِ قرآن کا سائنسی جائزہ سے)، استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱) ڈکشنری آف بائبل کے مصنف سمتھ کے مطابق صحرائے سینا میں ایک پودے ترکس کے ساتھ بالکل من جیسا پھل لگتا ہے یہ صبح کے وقت زمین پر خود بخود گرتا۔ دھوپ میں پگھل جاتا۔ لوگ اس پگھلے ہوئے مادے کو بوتلوں میں بھر لیتے اور شہد کی طرح ڈبل روٹی لگاکر کھالیتے اس کو اس زمانے میں آسمانی پھل کہتے تھے۔

(۲) پرانے زمانے میں ایک دفعہ آئس لینڈ میں شدید قسم کی آگ بھڑک اٹھی برف دو انسانوں کے سوا باقی سب کچھ بھسم ہوگیا۔ ان کا گذر بسر میٹھی خوش ذائقہ شبنم پر تھا۔ جو گرنے کے بعد جم جاتی۔

(۳) نیوزی لینڈ کے موری قبائل کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ان کے گھر آندھیوں گھٹاؤں اور طوفانوں سے تباہ ہوگئے۔ اس کے بعد فضا میں دیر تک گہر چھائی رہی اور اوپر سے بھاری منجمد شبنم برستی رہی۔ (جسے خوراک کے طور پر وہ لوگ استعمال کرتے تھے۔)

(۴) بدھ مت کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ جب دنیا کا ایک چکر ختم ہوجاتا ہے تو آسمان سے غذا برسنے لگتی ہے۔ ہندو مت کی مذہبی کتابوں میں بھی

ڈاکٹر سیّد عاشق علی شاہ صاحب کا اعزاز

ڈاکٹر سید عاشق علی شاہ صاحب ایسوسی ایٹ پروفیسر قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد پہلے پاکستانی ماہر نفسیات ہیں جن کے سوانحی کوائف "مارکوئس ہوز ہو اِن دی ورلڈ" (MORQUIS WHO'S WHO IN THE WORLD) کے چودھویں ایڈیشن میں شائع کیئے جا رہے ہیں۔ اور نفسیات کے مضمون میں بین الاقوامی سطح پر ڈاکٹر کی علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دینے کی بدولت ان کی اعلیٰ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس مشہورِ زمانہ کتاب میں دُنیا بھر کے اُن نامور سکالرز اور ماہرینِ تعلیم کی سوانح شائع کی جاتی ہیں جو اپنے شعبوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور ان کا انتخاب انسانیت کے لئے ان کی لازوال خدمات اُن کی اہمیت اور قدر وقیمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ ابتدائی مرحلے میں منتخب ہونے والوں سے سوانحی معلومات اور تحقیقی کام کی تفصیلات طلب کی جاتی ہیں جن کی جانچ پڑتال اور چھان پھٹک ایک مخصوص متعین سٹینڈرڈ کے مطابق کی جاتی ہے۔ اس تجزیاتی مرحلے میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اُن کے حالاتِ زندگی آنے والے ایڈیشن میں شامل کیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر سید عاشق علی شاہ صاحب پشاور کے معزز سیّد گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ممتاز مسلم لیگی رہنما سید میر احمد شاہ صاحب (مرحوم) کے

صاحبزادے ہیں۔ آپ نے پشاور یونیورسٹی سے ایم اے نفسیات میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ جبکہ ٹیکنیکل یونیورسٹی برلن جرمنی سے نمایاں حیثیت میں ڈپلومہ اور ڈاکٹریٹ کیا نیز وہاں آٹھ سال سے زیادہ عرصے تک بحیثیت ٹیچنگ اسسٹنٹ اور ریسرچ ایسوسی ایٹ کام کرتے رہے۔

پاکستان آنے کے بعد نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سائیکالوجی میں کام شروع کیا اور یہاں پر آپ کی زیر نگرانی منشیات کے موضوع پر لکھے جانے والے ایک ایم فل کے مقالے (DRUG Addiction) کو پاکستان کے بہترین تحقیقی مقالے کا انعام ملا۔ اس کے علاوہ سولہ ایم فل اور دو پی ایچ ڈی کے مقالے بھی آپ ہی کی رہنمائی میں تکمیل کو پہنچے۔ آپ سارک ممالک کے پوسٹ ڈاکٹریٹ سطح کے تحقیقی کام کی نگرانی کرنیوالے پہلے پاکستانی ماہر نفسیات ہیں۔

آپ نے بے شمار تحقیقی مضامین بھی لکھے جو ملکی اور بین الاقوامی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں، نیز آپ نے نفسیات میں شاہ کے ارتقائی انداز فکر اور صدیقی شاہ کے پست انداز فکر کو بھی متعارف کروایا اور حال ہی میں بین الاقوامی یونیورسٹی کوالالمپور ملائشیا کی طرف سے آپ کو وہاں فیکلٹی کی پوزیشن پر کام کرنے کی پیش کش بھی کی گئی ہے۔

پولیو

ڈاکٹر محمد انعام قادری
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

تعارف :- پولیو کے جراثیم منہ اور پاخانے میں پائے جاتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً گندے پانی۔ کچے بغیر دُھلے پھل۔ سبزی اور دوسری بازاری چیزوں سے یا فضلہ سے کھیلنے سے یا حاجت کے بعد بغیر ہاتھ دھوئے تناول کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ وُہ بچے جو انگوٹھا چُوسنے کے عادی ہوں شاید اس مرض کے شکار ہو سکتے ہیں؟ صحت کی بہتر نگہداشت کی وجہ سے یہ بیماری مغربی ممالک میں تقریباً بالکل غائب ہو گئی ہے۔

گذشتہ دس سالوں میں امریکہ میں ۸۶ پولیو کے مریض دیکھے گئے ہیں جن میں سے پانچ بیمار ایسے تھے جو کہ بیماری اپنے ساتھ کسی دُوسرے ملک سے لے کر آئے تھے۔ تیس مریض ایسے تھے جو کہ پولیو کے قطرے پینے سے بیمار ہُوئے۔ چھتیس مریض ایسے تھے جو کہ پولیو کے قطروں کو چُھونے سے بیمار ہُوئے۔ چودہ ایسے تھے جو کہ قوّتِ مدافعت کم ہونے کی وجہ سے بیمار ہُوئے۔

سنہ ۱۹۹۳ء میں پاکستان میں اٹھارہ سو بچوں کو پولیو ہُوا۔ جو دُنیا بھر میں اس سال پولیو سے متاثر ہونے والے بچوں کا بائیس فیصد تھا۔

پولیو عموماً بچوں پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ مگر یہ بیماری کسی بھی عُمر میں کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

فالج میں جسم کا ایک طرف کا حصہ یعنی داہنا بازو اور داہنی ٹانگ متاثر ہوتی ہے جبکہ پولیو میں جسم کی ترتیب برقرار نہیں رہتی۔ دایاں بازو اور بائیں ٹانگ متاثر ہو سکتی ہے۔

پولیو کے جراثیم جب کسی مریض پر حملہ کرتے ہیں تو پانچ سے پینتیس دن یا اوسطاً سات سے چودہ دن کے اندر اندر بیماری کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں ایک بیمار بچے سے دوسرے صحت مند بچے کو جراثیم کی منتقلی پہلے ہفتے میں زیادہ ہو سکتی ہے۔ پولیو کے جراثیم پاخانے میں کئی ہفتے تک موجود رہ سکتے ہیں۔

علامات:۔ لڑکیوں کے مقابلے میں لڑکوں میں یہ بیماری زیادہ عام ہے۔ جراثیم صحت مند بچے میں داخل ہونے کے بعد بچانوے فیصد معمولی بخار اور زکام کی علامت کے بعد بالکل صحت مند ہو جاتے ہیں۔ وہ بچے جو بیماری کا اثر لیتے ہیں تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔

(۱) معمولی جلد رفع ہونے والا پولیو، اس قسم کے مریض سر درد، بخار، قے، دست یا قبض اور گلے کی خراش کے بعد کچھ عرصہ میں خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اور بیماری کی کچھ علامت نہیں رہتی۔

(۲) دوسری قسم میں گردن کے پٹھوں اور جسم کے پٹھوں کے کھچاؤ اور وہ علامات جو نمبر ا کے مریض میں ہوتے ہیں موجود ہوتے ہیں۔

(۳) یہ تیسری قسم خالص پولیو زدہ مریض ہوتے ہیں جو کہ معذور یا شدید بخار کی حالت میں دیکھے جاتے ہیں۔ یہ نمبر ۱۰۰ لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اعضاء کی کمزوری بخار کے دوران کسی بھی وقت رونما ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جسم کا کانپنا، کمزوری، قبض اور پیٹ پھول جانا عام ہے۔

پولیو دو مختلف قسم کے ہو سکتے ہیں

(الف) دماغ حلق اور چہرے کا پولیو جس میں ایک چیز دو نظر آنا۔

چہرے کی کمزوری جیسے کہ لقوہ میں ہوتی ہے۔ خوراک کا نہ نگل سکنا۔ بات یا آواز نہ کر سکنا۔ ناک میں بولنا۔ گردن کے پٹھے کمزور ہونا۔ خوراک کا ناک کے راستے واپس باہر آنا۔ عام ہے۔ یہ قسم لقوہ جان لیوا بھی ہو سکتا ہے اگر سانس کے پٹھے متاثر ہو جائیں تو موت فوراً واقع ہو سکتی ہے۔

(ب) دوسری قسم وہ ہے جو کہ گردن سے نیچے والے پٹھے متاثر ہو سکتے ہیں۔

سینے کے پٹھے یا بازو یا ٹانگوں کے پٹھے متاثر ہو سکتے ہیں۔

دونوں قسم کے پولیو میں کمزوری، بے ہوشی۔ بلند یا کم فشارِ خون اور تیز نبض عام ہے۔ مرگی جیسی علامت بہت کم لوگوں میں دیکھی جاتی ہے۔

پانچ سال سے کم عمر کے بچوں میں یہ بیماری عموماً نچلے دھڑ پر اثر انداز ہوتی ہے جبکہ پانچ سال سے زیادہ عمر کے بچوں میں اوپر کا دھڑ متاثر ہوتا ہے، اور بڑوں میں دونوں ٹانگیں یا چاروں ٹانگیں اور بازو متاثر ہو سکتے ہیں۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اس بیماری میں وجود میں چھونے کی حس برقرار رہتی ہے جو کہ کچھ دوسری بیماریوں میں نہیں ہوتی جیسا کہ فالج۔

احتیاط

"صفائی نصف ایمان ہے"

اپنے بچوں کو گند اور گندی چیزوں سے محفوظ رکھیں تو یہ بیماری کئی گنا کم ہو سکتی ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں اور استعمال سے پہلے دھو لیا جائے۔ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اچھی طرح صاف پانی سے دھو لئیے جائیں تو بیمار ہونے کے امکانات کم سے کم ہو جاتے ہیں۔ متاثرہ بچے کو صحت مند بچوں سے شروع کے دنوں میں الگ رکھا

جائے۔ قطروں اور انجکشن سے بھی اس بیماری سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

قطرے عموماً پانچ سال تک کی عمر کے بچّوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ایک وقت میں دو قطرے، تین چار خوراکیں کافی ہیں۔ مگر بیماری کے زور کے دنوں میں اضافی خوراک بھی دی جا سکتی ہے۔ قطرے اُن بچوں کو جو کہ قے دست یا کسی بیماری کی وجہ سے قوّتِ مدافعت کم ہونے کا شکار ہوں تو نہیں دیئے جاتے۔

وزارتِ صحت حکومتِ پاکستان کے مطابق بچوں کے لئے حفاظتی ٹیکوں کا کورس مندرجہ ذیل ہے۔

بچے کی عمر	ٹیکے
پیدائش کے فوراً بعد	پولیو۔ ٹی بی
چھ ہفتے کی عمر	پولیو۔خناق کالی کھانسی، تشنج
دس ہفتے کی عمر	پولیو، خناق کالی کھانسی، تشنج
چودہ ہفتے کی عمر	پولیو، خناق کالی کھانسی، تشنج
نو ماہ کی عمر	خسرہ

وہ بچے جو قطرے نہ پی سکیں انجکشن کا کورس کر سکتے ہیں۔

تشخیص:۔ ظاہری علامات اس بیماری کی تشخیص کے لئے کافی ہیں۔ کمر سے پانی نکال کر معائنہ کرنے پر بعض اوقات مدد مل سکتی ہے۔

علاج:۔ آرام بہت ضروری ہے۔ "مالش یا فزیو تھراپی" شروع کے دنوں میں نقصان دِہ ہیں۔ اگر سانس کی تکلیف ہو تو مصنوعی مشین استعمال کی جا سکتی ہے۔ وہ اعضاء جو بالکل کام نہ کریں مثلاً ٹانگ یا بازو اس کے لئے۔۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر ملاحظ فرمائیں)

جوامع الکلم

(جامع کلماتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

أُعطِیتُ جَوَامِعَ الکَلِمِ ۝ (الحدیث)

مجھے (قدرت کی طرف سے معنی مفہوم کے لحاظ سے نہایت) جامع

کلمات عطاء کئے گئے ہیں۔

؎ حکمت کا راز۔ علم کی ضو، معرفت کا نور ہے ٭ قرآں کا معجزہ ہے ہر اک کلمۂ حضورؐ

(از پروفیسر فیاض احمد خان کاوش چیئرمین شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج میرپور خاص سندھ)

ترجمانِ حق افصح الخلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکثر ارشادات گرامی ایسے ہیں جو "الفاظ" کے لحاظ سے تو "نہایت مختصر" ہیں مگر "معانی" کے اعتبار سے "انتہائی وسیع" ہیں گویا کوزے میں دریا بند ہے۔ ادب کی زبان میں انہیں "جوامع الکلم" کہتے ہیں۔ "جامع الکلم" کی اصطلاح بھی خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضع فرمائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

"اُعطِیتُ جَوَامِعَ الکَلِمِ" (البیان والتبیین ج ۴ ص ۲۹)

(مجھے قدرت نے جوامع الکلم عطاء کئے ہیں)

چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی کی زبانِ حق بیان سے یہ نادر و نایاب کلمات ادا ہوئے اور پھر اپنے لاجواب محاسنِ سخن کے سبب یہ حسین و جمیل کلمات، زبان و آداب کا طرۂ امتیاز بن گئے! یہ ایسے بے نظیر و بیمثال اقوالِ زرّیں

ہیں جن میں حروف والفاظ کی تعداد تو نہایت مختصر مگر ان میں علم و دانش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ جی ہاں !

"آپ کے "جوامع الکلم" کی فصاحت و بلاغت بے نظیر و بے مثال ہے اس کا مقابلہ اور ہمسری کی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ بیحد مدلل ہیں۔ انوکھی حکمت پر مشتمل ہیں اور فصاحت و بلاغت کے آخری درجہ پر فائز ہیں"۔[1]

یہ ایسے "پُر حکمت کلمات ہیں جن کا آپ سے پہلے عربی زبان میں کہیں وجود ہی نہ تھا لیکن بعد میں وہ "زرّیں کلمات" زبان زدِ خاص وعام ہو کر "ضرب المثل" کی صورت اختیار کر گئے! یہ جامع کلمات اپنی "بلاغت" اور "معانی کی وسعت" کے لحاظ سے حکمت و دانش کا مرقع بے نظیر ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ ان میں کوئی کمی ہے نہ زیادتی۔ ! صاف ستھرا اندازِ بیان !!۔ پاکیزہ اسلوبِ کلام !!!۔ ہر تکلف سے پاک، ہر تصنع سے صاف ۔ اور اس پر لطف یہ کہ محنت و ریاضت کا اس میں کچھ دخل نہ تھا!! "تائید الٰہی سے آپ کو یہ فن حاصل تھا۔!!

بقول علامہ رافعی "آپ کے مختصر جملوں میں "روحِ نبوت" مجتمع ہو گئی ہے۔ آپ کے کلام میں الفاظ نظر آنے کے بجائے الفاظ میں۔ "روحانی تحریکات" رواں دواں ہیں۔ اسی لئے آپ کے کمال فصاحت و بلاغت کو پانے کا ارادہ کرنے والا عاجز رہا۔ کیونکہ آپ کے کلام کے اسلوب کا دھارا فطرت کی بنیاد پر تھا۔ جس میں محنت و ریاضت کو دخل نہ تھا"[2]

چنانچہ آپ کے وہ اقوال زرّیں آج بھی "علم کلام" کا مینارۂ نور بن کر چمک رہے ہیں اور ہر چہار طرف فصاحت و بلاغت کی روشنی پھیلا رہے

---

[1] علامہ محمد عطیۃ الابراشی: عظمت الرسول، ص ۲۷۷

ہیں۔ آپ کے یہ مقدس کلمات "حُسنِ فطرت" کے غمّاز اور "انسانی نفسیات" کے عکاس ہیں۔ یہ "سفلی جذبات" کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ رُوح کو بالیدگی بخشتے ہیں۔ دِل میں اتر جاتے ہیں۔ دماغ میں سما جاتے ہیں۔ تہذیب و شائستگی سکھاتے ہیں۔ اخلاق سنوارتے ہیں۔ غرضکہ زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں ——— !!

لیجئے آنحضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جوامع الکلم کے کچھ آفاقی تہیاری آپ کی روحانی تواضع کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے!

"اَکمَلُ المُؤمِنِینَ اِیمَاناً اَحسَنُہُم اَخلَاقاً"۔

(وہی مومن ایمان میں کامل ترین ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے)

"التکبّر مع المتکبّر صدقۃ"

(مغرور کے ساتھ غرور صدقہ ہے)

"اِنَّ من البیان لسحراً" بلاشبہ بعض اوقات تقریر بھی جادو کا کام کرتی ہے۔ "اِنتِظَارُ الفَرَجِ عِبَادَۃٌ" فراخی و خوشحالی کی امید رکھنا بھی عبادت ہے۔ "لَو تَکَاشَفتُم لَمَا تَدَافَنتُم" (اگر تمہیں ایک دوسرے کے بھید معلوم ہو جایا کریں تو تم ایک دوسرے کے کفن دفن میں بھی شریک نہ ہوا کرو)

"مَا قَلَّ وَکَفیٰ خَیرٌ مِمَّا کَثُرَ اَلھٰی" (البیان ۲/۲)

(جو تھوڑا ہو مگر کافی ہو، وہ اس کثیر سے بہتر ہے جو غافل بنا دے۔)

"اَلمَرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ" (آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے)

"مَن لَم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرُ اللّٰہَ" (ترمذی شریف)

(جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرے گا)

"کُلُّ ذِی نِعمَۃٍ مَحسُوداً" (ہر نعمت پانے والے سے حسد کیا جاتا ہے)

"مَنْ ضار ضار اللہ بہٖ ومن شاق شاق اللّٰہ !" (ابوداؤد طبرانی)

(جو دوسروں کو تکلیف پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو تکلیف پہنچائے گا۔)

(جو دوسروں کو مشقت میں ڈالے گا اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا)

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ سَوَاءٌ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ

(سب لوگ باہم کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں — !)

مساواتِ محمّدی کی یہ کیسی خوبصورت تعبیر اور حسین تمثیل ہے۔ کنگھی کے تمام دندانے اگر درست اور پیوستہ ہوں تو اس سے اُلجھے ہُوئے بال فوراً سُلجھ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر لوگ ایک دوسرے کی محبّت کے رشتہ میں منسلک ہوں تو ان کے باہمی تعاون سے معاشرے کی اُلجھنیں بہت جلد سُلجھ جاتی ہیں، سبحان اللہ ! کیا خوب تشبیہ ہے !!۔

حضرت افصح الخلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں جو تمام انسانوں کے مساویانہ حقوق و فرائض کو کنگھی کے دندانوں سے جو خوبصورت تشبیہ دی ہے۔ اس پر امام الادب الجاحظ جھوم اٹھا تھا اس نے تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے بعض عرب شعراء کے اشعار نقل کیے ہیں جن میں انسانی مساوات کو مختلف چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے مگر یہ لیست ہمت اور کوتاہ نظر حضرت افصح العرب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شاندار تشبیہ کو نہیں پہنچ پائے۔

غنچے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے ٭ ہنستے ہیں مگر تیری ہنسی کو نہیں پاتے

"الید العُلیاَ خیرٌ من الید السفلی" اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہاں بڑے مؤثر انداز

میں بھیک کی لعنت سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ساتھ ہی سخاوت کی عظمت کا احساس دلایا گیا ہے اس طرح اصلاحِ معاشرہ کے بڑے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے کیونکہ بھیک کی عادت سستی و کاہلی پیدا کر کے آدمی کو ناکارہ بنا دیتی ہے اس طرح عزّتِ نفس کا خون ہو جاتا ہے آخر آدمی بے شرم و بے غیرت بن کر پوری قوم کے لئے باعثِ ننگ بن جاتا ہے۔ آپ نے اس ایک مختصر سے جملے میں دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے بجائے اپنی قوتِ بازو سے خود کما کر دوسروں کو کھلانے کی ترغیب دی ہے۔ ایجاز و اختصار کا تابناک جمال آپ کے حسنِ ادا کا ادنیٰ کمال ہے۔

• "تعلّموا لغۃ قومٍ تأمنوا شرّھم" (کسی قوم کی زبان سیکھ لو تو اس کے شر سے محفوظ رہو گے۔) اس قولِ زرّیں کی حکمتیں جس قدر اس دور میں کھل کر سامنے آئی ہیں شاید کسی دور میں نہ آئی ہوں اور اس ہدایت پر عمل کرنا جتنا اب ضروری ہے شاید کبھی نہ رہا ہو۔

• "ایّاکم والمشارّۃ فانّھا تمیت الغرّۃ وتحیی العرّۃ" (آپس کی دشمنی سے بچو کہ اس سے خوبیاں فنا ہو جاتی ہیں اور خرابیاں زندہ ہو جاتی ہیں۔) اُمّتِ مسلمہ کو اس پر عمل کرنے کی جس قدر آج ضرورت ہے شاید اس قدر کسی دور میں نہ رہی ہو۔ اسلامی دنیا میں انتشار و خلفشار کی جو تند و تیز آندھیاں چل رہی ہیں اس سے مسلمان تنکوں کی طرح بکھرے جا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اس اجتماعی خودکشی سے باز رہیں اور اس قولِ زرّیں کے مطابق اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یہ حدیث شریف ندرتِ بیان کا نمونۂ کمال ہے۔ نیز غرّۃ و عرّۃ کی صوتی ہم آہنگی نہایت دلنشیں اور حسین ہے۔

• "رَحِمَ اللّٰہ عَبْدًا قَالَ خَیْرًا فَغَنِمَ اَوْ سَکَتَ فَسَلِمَ."
(اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی جو بھلائی کی بات کہہ کر غنیمت رہا، یا خاموش رہ کر سلامت رہا۔ سبحان اللہ! کیا خوبصورت سبق اور حسین ہدایت ہے جس پر دل لوٹا جاتا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔

• مَنْ کَثُرَ طَعَامُہٗ کَثُرَ سِقَامُہٗ وَمَنْ قَلَّ غِذَاءُہٗ قَلَّ دَوَآءُہٗ"۔ (جس کا کھانا بہت ہے، اس کی بیماری بھی بہت ہے اور جس کی غذا، کم ہے، اس کی دوا بھی کم ہے۔) ۔۔ اس قولِ زریں کا حُسنِ تالیف فن کی معراج کمال کو پہنچا ہُوا ہے۔ اور اس کی معنوی افادیت بھی سب پر عیاں ہے۔

• لَنْ یَھْلِکَ اِمْرُؤٌ بَعْدَ مَشْوَرَۃٍ" (مشورہ کر لینے والا کبھی تباہ نہیں ہوگا)۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی خود سر آدمی، کسی عقل مند سے مشورہ کیئے بغیر کوئی کام کر بیٹھتا ہے تو نقصان اٹھاتا ہے۔

؎ اس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو، نہ داناؤں کا مانے کہنا

• "مَا ھَلَکَ اِمْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَہٗ۔" (جس نے اپنی حیثیت پہچان لی وہ کبھی تباہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ارشادِ گرامی کس قدر حکیمانہ، بلیغانہ اور عارفانہ ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شادمانی و مسرت کی تقریبات میں آپے سے باہر ہو کر ناپ تناپ خرچ کرنے سے آخر آدمی کو تباہی و بربادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اسی طرح کسی محفل میں اپنی حیثیت سے بڑھکر دانائی کا اظہار کرنے سے لوگوں پر آدمی کی نادانی کھل جاتی ہے۔ اسی طرح اپنی طاقت سے بڑھ کر کسی قوت سے ٹکرانے والا آدمی، خود پاش پاش ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ :- انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ حدیث مبارک سُنی تھی۔

قال ابو عبد الرحمٰن، عمران ابن ابان الواسطی لیس یقوی فی الحدیث۔

امام نسائی نے فرمایا ہے کہ عمران ابن ابان واسطی حدیث میں قوی نہیں ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ: نباتاتِ فواکہہ

بادلوں سے شہد برسنے کا ذکر ملتا ہے۔

(۵) یونانیوں کی پرانی کتب میں ایک ایسی آسمانی غذا کا ذکر ملتا ہے جس کا ذائقہ شہد جیسا تھا۔ ایک رومن شاعر اووڈ نے اسی بناء پر دعویٰ کیا تھا کہ ہمارے ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ کیونکہ یہی شہد جب دریاؤں پر برستی تو ان کا رنگ دُودھیا اور شہد کی طرح لذیذ اور شیریں ہو جاتا۔

بقیہ :- پولیو

مصنوعی اعضاء بنوائے جا سکتے ہیں۔ گونگے پن کے لئے بولنے کی مشق۔

گویا کہ ہر نقصان کے حساب سے علاج وقت کے ساتھ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جان لیوا اور موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین